رفاہ عام

جناب مولوی محمد انظر شاہ صاحب۔ استاذ دارالعلوم دیوبند

مسلمانوں نے اپنے ارتقائی دور میں اپنی حکومت، وسلطنت، شوکت وحشمت، وجاہت واقتدار اور دولتوں کے معمور خزانوں سے رفاہیت عامہ کے جو کارنامے انجام دیئے اور جس طرح لاکھوں اور کروڑ ہا کروڑ کی رقم سے خدا کی مخلوق کے آرام وراحت کے سامان بہم پہنچائے، تنزل و انحطاط کے اس دور میں جب کہ، اقتصادی اعتبار سے مسلمانوں کی حالت روز بروز گرتی جاتی ہے، رفاہِ عام سے متعلق ان کے شاندار کارنامے بہ ظاہر مورخین کے طبعزاد مضامین اور ان کی جولانیِ قلم کے بے حقیقت خاکے معلوم ہوتے ہیں، لیکن پچھلوں پر قیاس کر کے، اگلوں سے متعلق داستانوں کو، کذب بیانیوں کا طومار قرار دینا، صائب عقل کا فیصلہ نہیں۔ حقیقت اپنی جگہ پر حقیقت ہے، چند لوگوں کے نہ ماننے سے، حقائق ہرگز نہیں بدلتے، تاریخ پڑھتے جائیے اور ہر صفحہ پر رفاہ عام کے حیرت انگیز کارنامے دیکھتے جائیے، ہزارہا نہریں کھدوا ڈالیں، سینکڑوں چشمے اور کنوئیں بنا ڈالے، حوض وتالاب کا سلسلہ قائم کر دیا۔ آبپاشی وآب رسانی کے لئے خزانوں کا منہ کھول دیا۔ پل بنوائے، سڑکوں کا جال بچھا دیا۔ مسافروں کے لئے مامون ومحفوظ راستے بہم پہنچانے کی خاطر، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی رقم صرف کر دی، سیلاب سے حفاظت کے لئے بندوں کا طویل سلسلہ کھڑا کر دیا، لنگر خانے، مسافر خانے، اوقاف و وظائف! شفاخانے، محتاج گھر، کون سا رفاہِ خلق کا وہ شعبہ ہے جس کے تذکرے، مسلمانوں کی تابناک تاریخ میں نہیں ملتے، مگر مصیبت یہ ہے کہ معاند مورخ کی نظر سب کچھ دیکھتی ہے، لیکن وہی چیزیں جس سے دنیا کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کو کیا نقصان پہنچا، مورخ کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں اور اگر کبھی نظر پڑ بھی جاتی ہے، تو تعصب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان

کارناموں کو جن سے تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں دوسروں تک ان کی اطلاع پہنچائی جائے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ان زریں کارناموں کو چھپا کر، انسانیت پر ایک بڑا ظلم کیا جا رہا ہے، آج بھی اگر مسلمان اپنے اسلاف کی رفاہِ خلق کے سلسلہ میں خدمات سے واقف ہو کر اقتصادی الجھنوں کے باوجود رفاہیت کے یہی مفید کام انجام دینے لگیں تو اپنوں کو نہیں بلکہ غیروں تک کو ان کے ان کاموں سے یقیناً فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا!

دنیا قطعاً اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں کہ اسلام نام ہر ایک ایسے خوش گوار نظام کا ہے جس سے پوری انسانیت فائدہ اٹھائے اور وہی حقیقتاً مسلمان ہے جو اپنی جدوجہد سے بلا تفریق انسانوں کی خدمت کر سکے، کاش کہ اغیار خود بھی اس کو سوچتے اور مسلمانوں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتے اور اس طرح رکا ہوا قافلہ، آگے بڑھ کر، انسانیت کی کسی امتیاز کے بغیر خدمت کرتا، مسلمانوں کو ان کی تاریخ سے ناواقف رکھ کر، ان کو معطل رکھنے والے، خود اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں اس حقیقت کو اگر آج نہیں تو بڑھتی ہوئی انسانیت ایک نہ ایک دن ضرور سمجھے گی، بہر حال وہ کام جو دوسروں کو اپنی فلاح وصلاح کے لئے انجام دینا چاہئے تھا، جب نہیں دیا جا رہا ہے تو پھر ہم کو ہی چاہئے کہ تاریخ کے دریچے کھول کر، مسلمانوں کو ان کے کارنامے دکھا دیے جائیں۔ کیا عجب ہے کہ مہمیز کی یہ کوشش، بروقت ہو اور اس طرح منزل سے پس ماندہ قافلہ، جادہ پیمائی کی توانائی و قوت استعمال کر کے، منزل کی جانب تیز قدم اٹھا لے! یہی کچھ مقاصد ہیں جن کی خاطر یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔ اب رفاہیتِ عامہ کی تفصیل کو پڑھتے جائیے اور سوچئے کہ اپنے محدود وسائل و ذرائع کو کام میں لا کر ہم بھی اپنے وجود سے، اس کراہتی ہوئی دنیا کو کیا کیا فائدے پہنچا سکتے ہیں اور کس طرح اس کائناتِ انسانی کی خدمت انجام دی جا سکتی ہے! رفاہِ خلق کے سلسلہ میں سب سے پہلے نہروں کے متعلق مورخین کی ان تفصیلات کو پیش کرتا ہوں، جو نہروں کی کھدائی اور اس طرح لاکھوں ٹن، پانی کے بہم رسانی کے منصوبے، مسلمانوں نے قائم کئے اور انسانوں کی عام آبادی کے لئے اس سے کیا فائدہ پہنچا!

نہروں کی کھدائی والیانِ سلطنت، امراء اور حاکمانِ ذی اقتدار نے، آبادیوں اور بستیوں میں نہروں

کا ایک ایسا جال بچھا دیا ہے کہ آج جب کہ سائنسی ترقیوں نے اس قسم کے کام انجام دینے کے لئے سیکڑوں ذرائع ہمارے سامنے پیش کر دئے ہیں پھر بھی سائنس کے اس ارتقائی دور میں اتنی طویل خدمات ممکن نہیں۔ کہیں پہاڑوں کو چیر کر نہریں بنائی گئیں اور کبھی بڑے بڑے دریاؤں سے میلوں کے فاصلے پر نہروں کو زرِ کثیر صرف کر کے لے جایا گیا، کبھی سنگلاخ وادیوں میں کروڑ ہا من پانی بہا دیا۔ اور پھر کبھی ریگستانی علاقوں کے سینوں پر پانی کے ذخیروں کے منہ کھول دیئے۔ مسلمانوں میں یہ مذاق اس درجہ عام رہا کہ ہر سیاح اور ہر مورخ نے اپنے سیاحت ناموں اور تاریخوں میں نہروں کے متعلق بڑے تفصیلی بیان دیئے ہیں۔ نہروں سے متعلق مسلمانوں کی اس عام دلچسپی کی وجہ المقدسی نے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

"اظنہ بناھا علی ما سمع من اخبار الجنۃ" (احسن التقاسیم ص۱۴۷) میں خیال کرتا ہوں کہ جنت کے متعلق جو خبریں ان لوگوں نے سنی ہیں انھیں خبروں نے ان نہروں کا خیال ان میں پیدا کیا۔

مگر ـــــــ المقدسی کی اس توجیہ سے قلب مطمئن نہیں ہوتا۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ نہروں کے جال بچھائے جا رہے تھے صرف اس لئے کہ جنت کے تذکروں میں اس قسم کے ذکر اور واقعات کثرت کے ساتھ مسلمانوں کو سنائے گئے اگر یہی بات ہے تو کیا جنت نام ہے صرف اسی ایک نہروں کے طول و طویل سلسلوں کا ہرگز نہیں بلکہ خداوند قدوس کی جمالی کیفیتوں کا یہ مظہر جس کو ہم جنت و فردوس کے نام سے یاد کرتے ہیں خداوند تعالیٰ کی ان کثیر و خوش گوار نعمتوں پر محیط ہے جن کو نہ کانوں نے سنا اور نہ آنکھوں نے دیکھا اور جن کے تذکروں سے آسمانی کتابیں تقریباً لبریز ہیں، تو پھر کیا مسلمانوں نے خدا کے انھیں انعام و اکرام کی خبروں کو سن سنا کر اس دنیا کے سینہ پر اس کی نقل اتارنے اور خاکہ اڑانے کی کوشش کی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر سوچنا چاہیئے کہ المقدسی کی یہ توجیہ کس حد تک صحیح ہے۔ اور نہروں کا یہ عام مذاق مسلمانوں میں آخر کیوں پھیلا؟

میں جس حد تک سمجھ سکا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ انسان کی زندگی جن چند چیزوں پر قایم ہے

ان میں ضرورت کے موافق اکل و شرب یعنی کھاتے پینے کا بڑی حد تک دخل ہے، کھاتے پینے کا یہی سلسلہ جس پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے اس سلسلہ کو غیر ضروری قرار دے کر پھر سوچئے کیا انسان زندہ رہ سکتا ہے؟ اور چھوڑ دیئے انسان کو ہر وہ ذی روح، جس کی بقا و حیات اکل و شرب پر قایم ہے کیا کھائے پئے بغیر وہ زندہ رہ جائے گا؟ اور پھر پانی کی ضرورت، کون سا وہ شعبہ ہے جس میں آپ محسوس نہیں کرتے، انسانوں کے لئے غلے، ترکاریاں اور پھل، چرندوں کے لئے گھاس اور چارہ وغیرہ کیا اس پانی کے بغیر تیار ہو سکتے ہیں۔ بہرحال آپ سوچئے کہ پانی کے بغیر زندگی کا تصور نہ صرف ناقص اور ادھورا ہے بلکہ سرے سے تصور کیا ہی نہیں جا سکتا کسی خاص ریاضت و مجاہدہ کے تحت پانی کی ضرورت سے بے نیاز ہونا دوسری بات ہے، عام حالات میں پانی سے استغنا و بے نیازی ذرا اسی پر غور کیجئے۔

حیوانی زندگی میں پانی کی یہی ضرورت جس کو اپنی حد تک میں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے اس کو سامنے رکھئے اور پھر سوچئے کہ مسلمانوں کے اس عام مذاق کے متعلق مقدسی کی توجیہ کس حد تک وقیع ہے؟ میرا خیال تو یہ ہے کہ انسانیت کا وہی خادم، جو مسلمان کی صورت میں تیار کیا گیا ہے اس کا فریضہ تھا کہ انسان اور غیر انسان کی اس سب سے بڑی ضرورت پر اپنی جد و جہد کی تمام طاقتیں اور اپنے ذرائع و وسائل کی تمام توانائیاں صرف کر دے، اور زندگی کے اس سب سے بڑے جز کو بہم پہنچانے میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اس سے سرزد نہ ہو جس امت کا رسول امت کو پانی کی اسی عام ضرورت کو ان پیرایوں سے سمجھا رہا تھا کہ "جو شخص پانی روکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے رحمت روک لے گا۔" (احکام السلطانیہ ص۲۹۳)

کیا امت کے افراد کی پھر یہ مجال تھی کہ پانی کے اس بیش بہا دولت کے خزانوں کو عام نہ کریں، اور ایسی کوششیں ان کی طرف سے نہ ہوں جن میں خدا کی اس نعمت سے فوائد اٹھانے کے لئے موثر اور عام ذرائع سب کو حاصل ہوں۔ نبی کے انھیں تنبیہی ارشادات کا نتیجہ تھا کہ صلح کے معاہدوں میں بھی دوسری چیزوں کے ساتھ، پانی کے حصول کی عام رعایتیں ملحوظ رہتی تھیں عمر رضی اللہ عنہ نے معاہدہ صلح کیا تو اس میں خاص طور پر اس کا ذکر تھا

"راہ گیر پانی اور سایہ کے حق دار ہیں" (فتوح البلدان ج ۱ ص۸)

بلکہ عمر رضی اللہ عنہ ہی نے ایک ایسے شخص کا خون بہا لے کر چھوڑا جس نے پیاس کے عالم میں ایک قوم سے پانی مانگا اور اس نے نہ دیا، نتیجہ میں

"وہ غریب پیاس سے مرگیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے خون بہا کا مطالبہ کیا" احکام السلطانیہ ص۲۹۳

امام شافعی رحمتہ اللہ عنہ کا عمر ؓ کے اسی فیصلہ پر یہ فتوی ہے

"آدمیوں اور جانوروں کو پانی پلانا واجب ہے" (دیکھو کتاب مذکور ص۲۹۳)

اور تو اور سعید بن مسیب اور ابن ابی ذئب کہتے ہیں

"چشموں اور کنوؤں کی بیع جائز نہیں ان کی قیمت حرام ہے" کتاب مذکور ص۲۹۵

بہر حال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انداز میں پانی کی ضرورت سمجھائی تھی اس کا اقتضاء تھا کہ صحابہؓ بے دریغ کثیر رقم صرف کرتے اور کنویں خرید کر وقف کرتے، پانی کے ذخیروں سے عام انسانوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع دیتے، ان تمام گوشوں پر غور کرنے کے بعد بڑی آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے، کہ مسلمانوں میں انہار کا یہ شوق و ذوق آخر کیوں اس درجہ عام تھا! اور اس طرح "المقدسی" کی بیان کردہ توجیہ بے وقیع ہو کر رہ جاتی، سینکڑوں نہریں، تالاب، کنویں، حوض، چشمے اور جا بجا ایسی سبیلیں جن سے پیاسے اپنی پیاس و تشنگی بجھا سکیں، یہ تمام انتظامات اور اہتمام اصل میں صرف انہی تنبیہی ارشادات کا اثر و نتیجہ ہے جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی ضرورت اور اس سے عام طور پر فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ چناں چہ جب کبھی بھی مسلمانوں کو موقع ملا تو خاص اس چیز میں انھوں نے اپنی اولوالعزمیوں کے ایسے ثبوت دیئے کہ انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ بصرہ والوں کا ایک وفد احنف بن قیس کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ وفد سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کے آنے کی کیا وجہ ہے؟ اور اس کے بعد احنف سے جو موٹے، موٹے کپڑے پہنے ہوئے ایک گوشہ میں چپ بیٹھے تھے دریافت کیا کہ تم بھی کچھ کہو گے؟ عمرؓ کے اس سوال پر احنف نے ایک طویل بیان دیتے ہوئے آخر میں کہا

" ہمیں پانی کے لئے دو فرسخ دور جانا پڑتا ہے جو ضعیف ہوں ان کے لئے کیسی مصیبت ہے جب کوئی عورت پانی لانے جاتی ہے تو اس خوف سے کہ کہیں دشمن نہ آپڑے یا درندہ اس کے بچہ کو نہ پھاڑ کھائے، اپنے بچہ کو گلے سے باندھ لیتی ہے، جس طرح بکری کا بچہ باندھا جاتا ہے اگر امیر المومنین نے ہماری اس مصیبت کو دور نہ کیا تو ہم اس قوم کی طرح ہوجائینگے جو ہلاک ہوجاتے " (فتوح البلدان جلد ۲ صفحہ ۵)

لکھا ہے کہ احنف کی اس درخواست پر فاروق رضی اللہ عنہ نے، ابوموسیٰ الاشعری کو حکم دیا کہ فوراً

" ان کے لئے نہر کھدوائیں" (ایضاً)

چنانچہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے اس حکم کی تعمیل کی،اجانہ سے ابتدا کی اور تین فرسخ تک کھود کر، نہر بصرہ تک پہنچادی اور اس طرح بصرہ کے ان باشندوں کو جو پانی کو حاصل کرنے میں بڑا تعب اٹھاتے اور میلوں دور جاکر پانی لاتے تھے جیسا کہ بلاذری ہی نے لکھا ہے

" جب یہ نہر نہ تھی تو لوگ الابلہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جسے دیر قادوس کہتے ہیں پانی لاتے تھے " (ایضاً ص ۵۲)

اس تمام کدوکاوش سے نجات مل گئی اور ایک حضرت عمرؓ کی کیا خصوصیت ہے ان میں سے جس کو بھی جب کبھی موقع مل گیا تو آب رسانی کے لئے نہروں کو کھودنے کی ضرورت بھی تو بے تامل خزانہ کا منھ کھول دیا لکھا ہے کہ عمرو بن عاص نے دریائے نیل سے نکال کر ایک نہر قلزم میں ڈال دی۔ یہ وہ نہر تھی جس کو سیتی اول خاندان (۱۹) نے شروع کیا تھا اور جس کی تکمیل نکاد خاندان (۲۶) کے ہاتھوں ہوئی تھی، بعد میں رومیوں کی غفلت سے یہ اٹ گئی اور بالکل ناقابل استعمال حالت میں پہنچ گئی تھی لیکن عمرو بن عاصؓ نے

" فسطاط کے کنارہ سے اس کو کھودنا شروع کیا اور حصین شمس اور وادی طمیلات سے لاکر قلزم کے متصل بحیرہ میں گرادیا اس کا طول اسّی میل تھا" (تاریخ امت جلد ۶ ص ۵۳)

دو چار میل نہیں۔ دس اور بیس میل بھی نہیں بلکہ پورے اسّی میل کے طول وطویل علاقہ میں یہ نہر کھینچ کر

عمرو بن عاص رضؓ نے پہنچائی لیکن وقت جو اس عظیم الشان کام میں صرف ہوا ہو بقول مورخ

"صرف چھ مہینہ میں تیار ہو گئی" (ایضاً)

سائنس کے اس حیرت انگیز ترقیاتی دور میں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قدر عجلت اور قلیل مدت میں اتنا بڑا کام بن پڑ سکے، اگرچہ عمرو بن عاص نے عرب کے اس مشہور قحط میں جو عام الرادہ کے نام سے مشہور ہے، غلہ کو برآمد کرنے کے لئے اس نہر کو کھدوایا تھا چنانچہ پہلے ہی سال اس کے ذریعہ سے ساٹھ ہزار اردب غلہ مصر سے عرب میں پہنچا لیکن سوچئے کہ کیا پھر دنیا نے اس نہر کو صرف اسی ایک منفعت کے لئے استعمال کیا؟ آب پاشی، آب رسانی، مویشیوں کو پانی پلانا اور مسافروں کا اس کے پانی سے اپنی پیاس بجھانا، کیا سب کچھ فائدے دنیا نے نہ اٹھائے ہوں گے؟ آخر بتایا جائے کہ کون سی وہ نہر ہے جس سے سینکڑوں طرح پر فائدے اٹھانے والے فائدے حاصل نہیں کرتے۔

سیرت معاویہ رضؓ میں کسی مورخ کے قلم سے نکلے ہوئے یہ الفاظ نظر پڑتے ہیں کہ معاویہ رضؓ نے

"بہت سی نہریں جاری کرائیں" تاریخ اسلام صـ۳۱ جلد ۲

اور یہی یزید بن معاویہ رضؓ جو کربلائی حادثہ کی وجہ سے تمام ہی مسلمانوں میں مشہور و رسوا ہو گیا اپنے ان تمام خونریز اور سفاکانہ ہنگاموں کے باوجود، عام مسلمانوں کے اس ذوق انہار سے بے بہرہ نہیں تھا بلکہ اس سلسلہ میں اس کی تاریخ میں بھی نہر کھدوانے کے واقعات اور ہزاروں لاکھوں عوام کو پانی پہنچانے کے انتظامات کی اطلاعیں ہم تک پہنچی ہیں، بلادِ فلسطین و شام نامی کتاب میں دمشق کے حالات کو ذکر کرنے کے بعد انگریز مصنف لکھتا ہے

"دمشق کی ندیاں ایک مقام سے جو کنیۃ الفجہ کے نیچے واقع ہے اور جس جگہ عین بردا جبل سنیر سے نکل کر آگرا ہے آگے چڑھتی ہیں اور اس چشمے کے کنارے سے اور بہت سے چشمے پھوٹتے ہیں الفجہ پہ اس کا پانی ایک بانس چوڑا اور ایک درع گہرا ہے، لیکن اسی جگہ کے نیچے خلیفہ یزید ابن معاویہ نے ایک بڑی نہر کھدوائی تھی جو اتنی گہری ہے کہ آدمی اس میں غوطہ لگا سکتا ہے صـ۲۸۴

عراق کا ارتفاع نہروں کی کھدائی کے اسی غیر معمولی ذوق کو پورا کرنے میں، میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے

کہ مسلمانوں نے اپنی دولت بے دریغ لٹادی اور زرکثیر صرف کرکے، عام انسانوں کے لئے سہولت و راحت کے سامان کئے۔ میرے اس دعوے پر، یہ واقعہ جو تاریخ ہی کے صفحات سے نقل کیا جارہا ہے شاہد ہے لکھا ہے کہ یزید بن الولید کی جانب سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز العراق کے عامل ہوئے تو لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ ان کے شہر کا پانی شور ہے اور شکایت کرنے والے اپنے ساتھ دو شیشیاں بھی لائے تھے، ایک میں بصرہ کا پانی تھا اور دوسری میں دجلہ کا۔ عبداللہ نے دونوں کا مزہ چکھا تو واقعی پانی بے حد شور پایا۔ لوگوں نے کہا کہ اگر ہمارے لئے ایک نہر بنوا دی جائے تو ہم میٹھے اور خوش گوار پانی سے شاد کام ہوسکیں گے۔ عبداللہ نے اجازت طلبی کے لئے، یزید کو لکھا تو وہاں سے جواب آیا

"ان کے لئے نہر بنوادو"

جن دنوں نہر کا کام جاری تھا۔ کسی شخص نے، عبداللہ کی مجلس میں کہا کہ اس نہر کے مصارف کا تخمینہ تین لاکھ درہم تک ہے بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی ہوں گے، اس اندازہ و تخمینہ کو سن کر عبداللہ نے جو کچھ کہا میں اسی کو سنانا چاہتا تھا، لکھا ہے کہ عبداللہ نے جواب میں کہا کہ

"اگر اس کام میں عراق کا پورا ارتفاع بھی خرچ ہو جائے تو بھی میں خرچ کروں گا اور نہر بنواؤں گا" (فتوح البلدان ص۱۷ جلد ۲)

مسلمانوں کی دلولہ انگیزیوں کی یہی وہ داستان ہے جس پر سننے والے دیانت و انصاف کے ساتھ اگر فیصلہ کرنا چاہیں تو اپنے خصوصیات و امتیازات میں بلاشبہ، اس بلند کردار قوم، کو اقوام و ملل سے جدا پائیں گے۔

شاہی خرچ | بنو امیہ نے رملہ کی نہروں پر جو کثیر خرچ کیا اس کے متعلق اطلاع دیتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے

"بنی امیہ نے الرملہ کی نہروں اور کنوؤں پر بھی بہت روپیہ خرچ کیا اور عباسیوں کا دور آیا تو وہ بھی زر کثیر صرف کرتے رہے۔ اور ہر خلیفہ کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ معتصم باللہ کا زمانہ آیا تو اس نے ان مصارف کے لئے مستقل انتظام کر دیا تاکہ بار بار جو درخواستیں آیا کرتی تھیں ان کی

ضرورت نہ رہے" (بلاد فلسطین و شام ص۱۷۳)

مسلمان بادشاہوں پر عیاشی، وتنعم، لذت کوشی اور لطف اندوزی کے اعتراضات تو بہت کئے جاتے ہیں لیکن معاند مورخ کو اس قدر اخلاقی جرات نہیں کہ ان سلاطین وحکام کے یہ کارنامے بھی جو رفاہِ عام سے تعلق رکھتے ہیں اور جن سے تمام انسانوں نے کسی امتیاز کے بغیر فائدہ اٹھایا ظاہر کر دیں اور یہی کیا بلکہ ان کی تاریخ میں تو یہاں تک ملتا ہے کہ صرف

ایک محلہ | میں چار چار نہریں پہنچا دیں۔ منصور کے حالات میں یہ ذکر کرنے کے بعد کہ اس نے

"اس کی داغ بیل دجلہ اور فرات کے مابین، نہر صرہ کے کنارہ پر ڈالی اور اس کو اپنے مرتب کئے ہوئے نقشہ کے مطابق آباد کیا شہر کی بنیاد مدور رکھی اور دو فصیلیں بنائیں ایک اندر جو قصر اور کارخانجات خلافت کے احاطہ کے لئے تھی دوسرے شہر کے باہر، پھر ایک نہر دجلہ سے اور دوسری فرات کی شاخ کرخایا سے نکال کر شہر میں پہنچائی جن کے ذریعہ سے ہر جگہ پانی بہنے لگا"

مورخ نے یہ بھی سنایا ہے کہ صرف ایک محلہ کرخ میں

"چار نہریں پہنچائی گئیں، نہر دجاج، قلائین، طابق، بزازین (تاریخ امت جلد ۴ ص۷۵)

اسلامی عہد میں رفاہِ عام کے یہ کارنامے، اس قوم کی تاریخ کا زریں باب ہے، میری حیرت کی تو انتہا نہ رہی جب ابن حوقل کے ان بیانات کو دیکھنے کا موقع ملا اگر یہ تاریخی وثائق، معتبر ذریعوں سے ہم تک نہ پہنچتے تو سچی بات یہ ہے کہ دی ہوئی ان خبروں پر اعتبار کرنا ہی دشوار ہوتا،

"پہاڑوں پر نہروں کا جال" | یعنی اسی ابن حوقل نے، مغرب اقصےٰ کے ایک دور دراز پہاڑی شہر جس کا نام جبل نفوسہ بتایا جاتا ہے اور جس کی چڑھائی تین دن کی ہے، ابن حوقل نے اوپر چڑھ کر جو کچھ دیکھا اس کو بیان کرتے ہوئے اپنے مشہور سیاحت نامہ میں لکھتا ہے

"پانی کی نہروں کا جال وہاں بھی بچھا ہوا ہے شہر کے اطراف بڑے بڑے تاکستانوں سے معمور ہیں جن میں بہترین انگور لگتے ہیں اور انجیر بھی اس علاقہ کے حد سے زیادہ پرمغز ہیں"

(ابن حوقل ص۶۱ بحوالہ ہزار سال پہلے)

کوئی وجہ نہیں کہ ابن حوقل کے اس بیان پر اعتماد نہ کیا جائے، جس قوم کو سمجھایا ہی یہی گیا تھا کہ انسانیت کی خدمت سب سے بڑا تمہارا شعار ہے۔ اپنے محدود وسائل و ذرائع کو استعمال میں لاکر اگر انھوں نے پہاڑوں پر بھی نہروں کا جال بچھادیا تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ جو پہاڑوں کو چیر کر، ان کے سینوں میں سے پانی کے مخفی خزانے نکال لائے، اگر وہی بلند بلند پہاڑوں کی فلک بوس چوٹیوں پر نہروں کا سلسلہ قائم کردیں تو کیا استعجاب ہے، مسلمانوں نے تو اپنے اس ذوق سے نہ صرف سرد سیر ممالک کو فائدہ پہنچایا بلکہ انھوں نے تو اپنے اس آبی ذوق سے، مغربی افریقہ کے گرم اور حار منطقہ میں بھی نہروں کے یہ سلسلے قائم کرکے خشک علاقوں کو شاداب و خوش گوار بنا دیا جیسا کہ میری ہی تفصیل سے آیندہ آپ کو معلوم ہوگا

بعض خاص خاص عنوانات کے تحت معلومات کا یہ مختصر سا ذخیرہ جو تاریخ کے صفحات نقل کرکے آپ تک پہنچایا گیا ہے اس سے میں یہی چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے شاندار کارناموں کے حدود دو زروایا آپ کے ذہن میں آجائیں۔ کہ کس طرح انھوں نے زر کثیر صرف کیا، کہاں کہاں تک آبی جال بچھائے، اور کس کس طرح انسانوں کے لئے پانی کے ذخیرے عام کردیئے۔ میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ اس تفصیل سے مسلمانوں کے کام کی نوعیت آپ کے ذہنوں میں آچکی ہوگی، اس لئے اب ان نہروں کے کام اور مختصر حالات پڑھئے جو اسلامی عہد میں کھدوائی گئیں اور تیار ہوئیں۔

"نہر معقل" حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو حکم دیا کہ ایک نہر کھود دی جائے، اور یہ بھی لکھا کہ اس کام پر بطور نگراں کے معقل بن یسارؓ کو متعین کیا جائے اس وجہ سے یہ نہر معقل کی طرف منسوب ہوئی اور اس کا نام ہی نہر معقل مشہور ہوگیا، اور بعض دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ یہ نہر عبد الرحمن بن ابی بکرہؓ کی نگرانی میں تیار ہوئی اور تیار ہونے کے بعد اس کا افتتاح، حضرت معقل بن یسارؓ سے جو صحابی ہیں کرایا گیا اس لئے نہر معقل کے نام سے مشہور ہے۔ (فتوح البلدان جلد ۲ ص۵۳۰) عہ

عہ مسلمانوں میں نہروں کے کھدوانے اور رفاہیت عامہ کے اس طرح کے کاموں سے جو عام دلچسپی پیدا ہوگئی تھی یہی وجہ تھی کہ ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ رفاہِ خلق کے کام میری طرف منسوب ہوں چنانچہ اسی نہر کے سلسلہ میں یہ بھی عجیب لطیفہ بلاذری نے لکھا ہے کہ زیاد نے جو معاویہ بن سفیان کی جانب سے بصرہ کا والی تھا ایک شخص کو ہزار درہم دیئے اور کہا کہ دجلہ تک جاؤ اور راستہ میں جو ملے اس سے پوچھو یہ نہر کس نے بنائی ہے؟ اگر کوئی کہے یہ نہر زیاد نے بنائی ہے تو اسے ہزار درہم دے دینا! وہ شخص دجلہ تک گیا اور واپس آگیا
(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

نہر دقاجہ | عبداللہ بن عامر نے اپنی دعاجہ کے نام پر یہ نہر بنوائی اور غیلان بن خرشتہ الضبیؓ کو نگران متعین کیا۔ حارثہ بن بدر الغدانی نے اسی نہر کے متعلق عبداللہ بن عامر سے کہا تھا

"میں نے اس سے زیادہ برکت والی نہر نہیں دیکھی، ضعفاء اپنے گھروں کے دروازوں پر اس سے پانی لیتے ہیں یہ ان کے کھیتوں کو پانی دیتی ہے اور ان کے کھیتوں کی پیداوار اس میں بہتی ہوئی ان کے گھروں تک پہنچ جاتی ہے۔" (فتوح البلدان ص۵۵)

نہر مرّہ | مرّہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور بڑے فیاض تھے، انھیں مرّہ نے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیاد کے نام ایک سفارشی مکتوب چاہا اور کہا کہ، سرنامہ میں زیاد کا نام لکھ دیں۔ ام المومنین نے زیاد کے نام رقعہ لکھ دیا اور مرّہ کی اس میں بے حد توصیف وتعریف کی اور سرنامہ یوں تحریر فرمایا کہ" الی زیاد بن ابی سفیان من عائشۃ ام المومنین" جب یہ سفارشی مکتوب زیاد کے پاس پہنچا تو وہ اس کو دیکھ کر بے حد مسرور وخوش ہوا اور ہر شخص کو خط دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھو ام المومنین نے اپنے ہاتھ سے یہ خط لکھا ہے اور ابوسفیان سے مجھ کو نسبت دی ہے۔ زیاد مرّہ کے ساتھ بڑے لطف وکرم سے پیش آئے اور نہر الابلہ پر سو جریب زمین جاگیر میں دی اور کہا کہ اپنی زمین میں نہر بناؤ، مرّہ نے یہ نہر بنائی اور انہیں کی طرف منسوب ہوئی۔ (ایضاً ص۵۷)

نہر بشّار | بشّار بن مسلم بن عمرو الباہلی کی طرف منسوب ہے یہ بشّار قتیبہ کا بھائی تھا، اس نے حجاج کو بدلے کے طور پر ایک گھوڑا دیا تھا حجاج نے اس کو سات سو جریب زمین عطا کی، بشّار نے یہ نہر اسی زمین کے لئے بنوائی (ایضاً ص۵۸)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور کہا کہ مجھے جو ملا اس نہر کو نہر معقل ہی کہتا تھا، زیاد نے یہ سن کر کہا کہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یعنی یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے"، رفاہیت عامہ کے امور سے دلچسپی جس حد تک مسلمانوں میں پیدا ہو چلی تھی اس کا اندازہ اس قسم کے واقعات سے خوب کیا جا سکتا ہے"۔ منہ

عہ بلاذری ہی میں ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا در قرآن شریف پڑھتی تھیں مگر لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ دیکھو بلاذری ص۴۵۲ زیاد نے غالباً عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکتوب کو کسی دوسرے سے لکھوایا گیا تھا، عائشہ کی طرف منسوب کر دیا۔ بہت ممکن ہے کہ یہ خط حفصہ یا ام کلثوم سے لکھوایا گیا ہے، کہ یہ دونوں بھی جانتی تھیں۔

نہر مسلم | مسلم بن زیاد بن ابی سفیان کی طرف منسوب ہے۔

نہر نافذ | عبداللہ بن عامر نے بنوائی تھی اور اپنے آزاد کردہ غلام نافذ کو اس کا متولی کیا تھا اس وجہ سے یہ نہر نافذ کی طرف منسوب ہوئی۔ (ایضاً ص۵۶)

نہر البنات | القحذمی نے کہا ہے کہ یہ زیاد کی بیٹیوں کی طرف منسوب ہے، زیاد نے اپنی ہر بیٹی کو ۶۰ جریب زمین دی تھی اور انھوں نے یہ نہر بنوائی۔ (ایضاً ص۵۶)

نہر سعید الخیر | سعید بن عبدالملک بن مروان جو سعید الخیر کے نام سے شہرت یافتہ ہیں بڑے زاہد دیاکیاز آدمی تھے، الولید نے زمین ان کو جاگیر میں دی اور انھوں نے یہاں پر یہ نہر کھدوائی، یہاں پر سعید نے کچھ عمارتیں بھی بنوائی تھیں، بقول بلاذری جو

"اب تک موجود ہیں" (ایضاً جلد ا ص۲۹۵)

النہی والمریٌ | ہشام بن عبدالملک نے رصافہ آباد کیا تو وہاں پر یہ دو نہریں بنوائیں اور ان سے جاگیروں کو قابل زراعت بنایا (ایضاً ص۲۹۵)

نہر سعد بن عمرو بن حسام | الانبار کے دہقانوں نے سعد بن ابی وقاص سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے نہر کھدوا دیں اسی قسم کی درخواست الانبار کے دہقان، عظیم الفرس (کسریٰ) سے بھی کر چکے تھے، سعد نے سعد بن عمرو بن حرام کو لکھا کہ الانبار کے دہقانوں کے لئے نہر کھدواؤ، انھوں نے اس کام کے لئے مزدوروں کو جمع کیا اور کھدائی کا کام شروع ہوا یہاں تک کہ وہ ایک پہاڑ پر پہنچے جسے شق کرنا ممکن نہ ہوا، اس لئے کام بند کر دیا گیا، پھر جب حجاج، عراق کا گورنر ہوا تو اس نے ہر طرف سے لوگوں کو جمع کیا اور اپنے انجینیروں کو حکم دیا کہ کھودنے والوں میں سے ہر شخص جتنا کھاتا ہے اس کی قیمت کا اندازہ کرو اگر اس کی خوراک اس کے روزانہ کام کے برابر ہو تو کام کو جاری رکھو! اس کام پر روپیہ برابر خرچ ہوتا رہا یہاں تک کہ پہاڑ کو چیر کر نہر نکال لی گئی، بعد میں یہ پہاڑ، حجاج کی طرف منسوب ہوا اور نہر سعد بن عمرو بن حسام کے نام سے مشہور ہوئی۔ (ایضاً ص۲۹۲)

(باقی آئندہ)